رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر اہریری ... نکلتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

انڈیا سے باہر فی پرچہ ... روپے

ڈاکٹر اکبر علی صاحب پلیڈر
Ferozepur

پرچہ مفت
سرپرستان رسالہ ملاحظہ فرمائیں

فاروق

قادیان

ایڈیٹر:- سید قاسم علی احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱۸ | قادیان مورخہ ۷ اپریل ۱۹۳۳ء مطابق ۱۱ ذوالحجہ ۱۳۵۱ھ | نمبر (۱)

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت میں ناساز رہی۔ احباب دعا صحت کریں۔

(۲) یہ خبر نہایت افسوس سے لکھی جاتی ہے۔ کہ مکرمی مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ کی اہلیہ صاحبہ ۳۱ مارچ ۳۳ء کو بروز جمعہ بعارضہ نمونیا وفات پاگئیں۔ مخدومی نیرؔ صاحب حیدرآباد تھے وہ بیماری کی اطلاع پاکر عازم قادیان ہوئے۔ اور ہفتہ کو قادیان پہنچ گئے۔ اور اپنے ہاتھوں سے مرحومہ کو سپرد خاک کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔ مرحومہ کی دو لڑکیاں ہیں جن کی شادی ہو چکی ہے۔ چھوٹی لڑکی کا رخصتانہ ہونیوالا تھا۔ کہ وہ چل بسیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں نیرؔ صاحب اور مرحومہ کے تمام خاندان سے اس حادثہ میں دلی ہمدردی ہے۔

مسلمانان پنجاب کے گھر کی رونق پر ایک نظر

یہ پوسٹر کئی شہروں اور قصبات میں چسپاں دیکھا گیا۔ اس میں مشتہر غیر احمدی صاحب نے اپنے درد دل کا اظہار کر کے مسلمانان پنجاب کو توجہ دلائی ہے۔ ہم بھی اس کو ناظرین فاروق تک پہنچاتے ہیں گو اس میں جماعت احمدیہ کو مرزائی لکھکر ہمارا دل دکھایا ہے۔ تاہم اس کا نقل کرنا ہم دوسروں کے لئے مفید خیال کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

برادران اسلام۔ السلام علیکم ملتہم۔ آپ کو معلوم ہو کہ دنیا میں سائنسدان حضرات فی زمانہ اپنی جدت آفرینی سے محالات کو ممکن اور ناممکنات کو واقعات پیش پا افتادہ بنانے میں مصروف ہیں۔ اور ان کی محنت و کاوش سے ایسی ایسی ایجادات معرض ظہور میں آئی ہیں۔ کہ انسان ان کو دیکھکر بے اختیار چلا اٹھتا ہے۔ کہ ع

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

ہندوستان کے کسی دور افتادہ گوشہ میں بیٹھے کر روس لنڈن۔ جرمنی۔ فرانس اور امریکہ کے رقص و سرود کی آواز سننا۔ لاسلکی آلات ٹیلیفون کے ذریعہ سے آواز انسانی کو دشت و داموں کوہ و بیابان اور دریا و بحر ذخار سے پار لے جاکر ہزاروں میل پر یوں پہنچا دینا کہ گویا مخاطب و متکلم ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو گفتگو کر رہے ہیں۔ تار کے ذریعہ سے مشاہیر عالم واقعات اہم اور مشاغل خصوصی کی تصاویر چند منٹ میں اطراف واکناف ربع مسکون میں پہنچا دینا ایسے کرتب ہیں۔ جو کل تک سحر و طلسم کی دنیا کے ذہن میں بھی نہ آسکتے تھے۔ اور اگر کوئی ان کے امکان کا نام لیتا تو یقیناً مجرم گردان کر کسی طبیب کے سپرد کر دیا جاتا۔ لیکن آج یہ سب کچھ پیش پا افتادہ ہے۔ ان حالات میں اگر میں آپ سے یہ عرض کروں تو شاید بہت بے جا نہ ہوگا۔ کہ آپ ایک منٹ کے لئے یہ تسلیم کر لیں۔ کہ ایک ایسی دور بین عالم وجود میں آچکی ہے جس سے ہم دنیا کے بسنے والے سیاروں اور ستاروں کی آبادی کو یوں دیکھ سکتے ہیں۔ کہ گویا وہ ہمارے سامنے ایک ہموار میدان میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور ان کے اور ہمارے درمیان کوئی اوٹ نہیں۔ اگر آپ میری اتنی بات مان لیں۔ تو پھر میں آپ سے عرض کروں گا۔ کہ آپ یہ بھی تصور کر لیں۔ کہ ایسے آلات پرواز پیدا

ناظرین فاروق کو عید مبارک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو چکے ہیں۔ جو مجھے اور آپ کو اجسام فلکی تک پہنچا سکتے اور واپس لا سکتے ہیں۔

اگر آپ نے از راہ کرم عالم تصور میں میری متذکرہ دو باتوں کو درست تسلیم کر لیا ہے۔ تو آیئے میں اور آپ جدید فلک نما دوربین کو بغل میں لے ایک بہترین آلہ پرواز کے ذریعہ سے چاند تک پہنچ جائیں۔ اور اس پر کھڑے ہو کر ذرا نظام شمسی کے اس کرہ پر نظر ڈالیں۔ جو میرا اور آپ کا مسکن ہے۔ اور جس کو عرف عام میں کرہ ارض کہتے ہیں۔ جب ہم زمین پر دوربین میں سے نظر ڈالیں گے۔ تو ہمیں کیا نظر آئے گا۔ یہ کہ خدائے قدوس و توانا نے اس تودۂ خاک پر جن لوگوں کو بسایا ہے۔ ان کے گھر کی رونق کا دارومدار ہنگامہ پر ہے۔ اور اس زمین کے رہنے والے مختلف علاقوں میں انواع و اقسام کی ہنگامہ خیزی میں مصروف ہیں۔ اس خیال سے کہ ہم اہل عالم کی اس عادت ہنگامہ خیزی کو آسانی سے سمجھ سکیں۔ ہم آسانی کے لئے ان کو دو حصوں میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ ایک مسلمان یعنی علم بردار ان توحید اور دوسرے غیر مسلم ؛

آیئے پہلے غیر مسلموں کی ہنگامہ خیزی پر نظر دوڑائیں دنیائے جدید میں ہمیں ایک ملک کناڈا نظر آتا ہے۔ وہاں ہنگامہ برپا ہے۔ کہ برطانیہ اور اس کی مختلف آبادیوں سے ایسے تجارتی تعلقات پیدا کئے جائیں۔ کہ اہل کناڈا کی تجارت چمک اٹھے۔ اور ان کی مالی حالت بہتر ہو جائے۔ اس کے ساتھ ریاستہائے متحدہ امریکہ ہے۔ جس کی زمین سونے چاندی کی اینٹوں سے پٹی پڑتی ہے۔ لیکن یہاں اس پر بھی ہنگامہ برپا ہے۔ کہ ملک کی اقتصادی حالت کو اور بھی بہترین بنایا جائے۔ جنوبی امریکہ میں بولیویا چلی پیرو وغیرہ میں جنگ و جدال کا ہنگامہ برپا ہے۔ تاکہ اپنی اپنی قوموں کے لئے زیادہ مضبوط اور قابل ترقی بندرگاہیں حاصل کی جائیں۔ جنوبی افریقہ میں ہنگامہ برپا ہے۔ کہ برطانیہ سے جو تھوڑا بہت تعلق باقی ہے۔ اس میں بھی تغیر پیدا کر کے زیادہ آزادی حاصل کی جائے۔ ایسا ہی ہنگامہ آسٹریلیا میں نظر آتا ہے۔ جاپان میں ہنگامہ ہے۔ کہ چین سے مانچوریا لے کر اپنی حکومت کو وسیع تر کیا جائے۔ مقابلہ میں چین میں ہنگامہ برپا ہے۔ کہ آبادو اجداد کی سلطنت کو اغیار کی قطع و برید سے محفوظ رکھا جائے۔ روس میں ہنگامہ برپا ہے۔ کہ دنیا کی تمام منڈیوں پر قبضہ کر لیا جائے۔ جرمنی مصروف سعی ہے۔ کہ قیصر کو واپس بلا کر جنگ عالمگیر کی شکست کا آخری دھبہ دھو کر صاف کر دیا جائے۔ بلقان میں قومی آزادی کے لئے جدال و قتال کا ہنگامہ نظر آتا ہے۔ اور اطالیہ و فرانس وغیرہ میں ترقی و بہبودی نسل کے لئے قوانین مصروف ہنگامہ خیز دکھائی دیتی ہیں۔ آئرلینڈ میں کامل آزادی کے لئے اور انگلستان میں فضائے عالم پر قبضہ کر کے ہمالیہ کی بلند ترین چوٹی پر سے آلات پرواز کو گذرنے کا ہنگامہ لوگوں کے لئے جاذب توجہ نظر آتا ہے ؛

عالم اسلام میں۔ مصر۔ یمن۔ حجاز۔ ترکی۔ شام عراق۔ ایران اور افغانستان میں ہنگامے برپا ہیں۔ کہ دشمنوں کی فتنہ پردازیوں کا قلع قمع کر کے مسلمان جادۂ ترقی پر گامزن ہوں ؛

لیکن آؤ اب دیکھیں۔ کہ ہمارے ہندوستان میں کیا ہو رہا ہے۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ قوم جس کو اچھوت کے ذلیل نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور جس کا کام زیادہ تر کوڑہ کرکٹ اٹھانا اور لوگوں کے پاخانے صاف کرنا ہے وہ شریک حکومت ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے اور اسی ہنگامہ سے اس کے گھر کی رونق ہے۔ بنگال۔ مدراس۔ بمبئی۔ بہار۔ اڑیسہ۔ برما۔ آسام وسط ہند اور یوپی کی مسلم و غیر مسلم آبادی قرطاس ابیض کا بہ نظر غور و تعمق مطالعہ کر رہی ہے۔ کہ اپنے حقوق کا مزید تحفظ کر سکے۔ سندھ اور سرحد کے مسلمان اصلاحات کے ملنے پر مصروف مسرت اور ان سے فائدہ اٹھانے کی تدابیر کی دریافت میں محو ہیں۔ بلوچستان کے مسلمان حصول اصلاحات کے لئے ہنگامہ پیدا کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ پنجاب کے ہندو سب کچھ ملنے پر بھی تماشا کے نٹ کی طرح "نہ مانوں" کا ہنگامہ برپا کئے ہوئے کہ شاید اسی بہانہ سے کچھ اور مل جائے۔ سکھوں میں ہنگامہ برپا ہے۔ کہ مرکز میں حسب منشا سب کچھ مل گیا۔ صوبہ پنجاب میں جو چاہا سو لیا۔ گیارہ فی صدی آبادی کو ۱۹ فیصدی نمائندگی ملی۔ لیکن آؤ ہنگامہ برپا کریں۔ کہ پچیس فیصدی سے کم پر ہم راضی نہ ہوں گے۔ تاکہ ۲۰ فیصدی تو ملجائے لیکن آہ آپ پنجاب کے مسلمانوں کے ہاں جو ہنگامہ دیکھیں گے۔ وہ سب سے نرالا نظر آئیگا۔

آپ کو پنجاب کے مسلمان تعلیم میں سب سے پچھڑی تجارت میں سب سے ناکارہ۔ ملازمتوں میں سب سے آخر اقتصادی لحاظ سے سب سے بدحال۔ تمدن میں ہر ایک سے دبے ہوئے۔ قرض کے بار سے دبے ہوئے اور نڈھال نظر آئیں گے۔ لیکن اس پر بھی آپ دیکھیں گے۔ کہ ان میں سے ایک فیصدی بھی ایسے موجود نہیں ہیں۔ کہ جنہیں سیاسی اقتصادی تجارتی معاشرتی۔ اخلاقی۔ مذہبی یا تمدنی ترقی کا فکر ہو۔ قرطاس ابیض ان میں سے شاید ہی کسی نے اٹھا کر دیکھا ہو۔ اصلاحات کی باریکیوں کو سمجھنے کے لئے ان میں سے شاذ ہی کسی نے کوشش کی ہو۔ اغیار کی معاندانہ جدوجہد کی طرف سے بے پروا اور عیاروں کی سازش نوازی سے بے فکر۔ لیکن اس کے باوجود یہ بھی ہنگامہ پسندی سے بالاتر نہیں ہیں۔ ان کے ہاں ہنگامہ برپا ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی تھا یا نہیں۔ مرزائی کافر ہیں یا مسلمان۔ اور اگر کافر ہیں تو کیوں انہیں صفحہ ہستی سے مٹا نہ دیا جائے ؛

اور یہ ہنگامہ برپا ہے ظفر الملت والدین حضرت مولانا مولوی ظفر علی خاں صاحب مالک اخبار زمیندار کی توجہ و عنایت سے آپ کہیں گے۔ کہ مرزائی تو مدت سے اسی پنجاب میں آباد ہیں۔ ان کی تکفیر عالم آشکارا ہے۔ ان کے پیشرو کے حالات پر پوست کندہ بحث ہو چکی۔ پھر یہ از سر نو ہنگامہ خیزی کیسی۔ آپ کا سوال دانشمندی پر مبنی ہے۔ مگر پنجاب کے مسلمان اور دانشمندی دو ایسی چیزیں ہیں۔ جن کا اجتماع بہت کم دیکھنے میں آیا ہے۔ اگر آپ حق تلخ سننا گوارا کر سکتے ہیں۔ تو میرے دوسرے پوسٹر کا انتظار کیجئے۔ جس میں آپ پر واضح کر دیا جائے کہ جناب ظفر الملت نے عین قرطاس ابیض کی اشاعت کے وقت کیوں یہ ہنگامہ خیزی پسند کی۔ اس اشتہار میں اس راز دروں پردہ کے انکشاف کی گنجائش نہیں اس لئے کہ یہ قصۂ درد قدرے طولانی ہے۔

آپ پوچھیں گے۔ کہ میں نے اشتہار کیوں نکالا ہے کسی اخبار میں کیوں سلسلہ مضامین شروع نہیں کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان ۷ر اپریل ۱۹۳۳ء

مخالفین و منکرین پر اتمام حجت

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

"آپ لوگ محض خدا تعالیٰ سے خوف کر کے اور اس اُمت محمدیہ پر رحم فرما کر بٹالہ یا امرت سر یا لاہور میں ایک جلسہ کریں۔ اور اس جلسہ میں جہاں تک ممکن ہو۔ اور جس قدر ہو سکے۔ معزز علماء اور دنیادار جمع ہوں۔ اور میں بھی اپنی جماعت کے ساتھ حاضر ہو جاؤں۔ تب وہ سب یہ دعا کریں کہ یا الٰہی اگر تو جانتا ہے۔ کہ یہ شخص مفتری ہے۔ اور تیری طرف سے نہیں ہے۔ اور نہ مسیح موعود ہے اور نہ مہدی ہے۔ تو اس فتنہ کو مسلمانوں میں سے دور کر اور اس کے شر سے اسلام اور اہل اسلام کو بچالے۔ جس طرح تو نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو دنیا سے اُٹھا کر مسلمانوں کو ان کے شر سے بچا لیا۔ اور اگر یہ تیری طرف سے ہے۔ اور ہماری ہی عقلوں اور فہموں کا قصور ہے تو اے قادر ہمیں سمجھ عطا فرما تاہم ہلاک نہ ہو جائیں اور اس کی تائید میں کوئی ایسے امور اور نشان ظاہر فرما کہ ہماری طبیعتیں قبول کر جائیں۔ کہ یہ تیری طرف سے ہے۔ اور جب یہ تمام دعا ہو چکے۔ تو میں اور میری جماعت بلند آواز سے آمین کہیں۔ اور پھر بعد اس کے میں دعا کرونگا اور اس وقت میرے ہاتھ میں وہ تمام الہامات ہوں گے۔ جو ابھی لکھے گئے ہیں۔ اور جو کسی قدر ذیل میں لکھے جائینگے یعنی یہی رسالہ مطبوعہ جس میں تمام یہ الہامات ہیں ہاتھ میں ہوگا۔ اور دعا کا یہ مضمون ہوگا۔ کہ یا الٰہی اگر یہ الہامات جو اس رسالہ میں درج ہیں۔ جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ جن کے رُو سے میں اپنے تئیں مسیح موعود اور مہدی معہود سمجھتا ہوں۔ اور حضرت مسیح کو فوت شدہ قرار دیتا ہوں۔ تیرا کلام نہیں ہے۔ اور میں تیرے نزدیک کاذب اور مفتری اور دجال ہوں۔ جس نے امت محمدیہ میں فتنہ ڈالا ہے۔ اور تیرا غضب میرے پر ہے۔ تو میں تیری جناب میں تضرع سے دعا کرتا ہوں۔ کہ آج کی تاریخ سے ایک سال کے اندر زندوں میں سے میرا نام کاٹ ڈال اور میرا تمام کاروبار درہم برہم کر دے۔ اور دنیا میں سے میرا نشان مٹا ڈال۔ اور اگر میں تیری طرف سے ہوں۔ اور یہ الہامات جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہیں تیری طرف سے ہیں۔ اور میں تیرے فضل کا مورد ہوں۔ تو اے قادر کریم اسی آئندہ سال میں میری جماعت کو ایک فوق العادت ترقی دے۔ اور فوق العادت برکات شامل حال فرما۔ اور میری عمر میں برکت بخش۔ اور آسمانی تائیدات نازل کر۔ اور جب یہ دعا ہو چکے۔ تو تمام مخالف جو حاضر ہوں آمین کہیں۔[1]

اور مناسب ہے۔ کہ اس دوا کے لئے تمام صاحبان اپنے دلوں کو صاف کر کے آویں۔ کوئی نفسانی جوش و غضب نہ ہو۔ اور ہار و جیت کا معاملہ نہ سمجھیں۔ اور نہ اس دعا کو مباہلہ قرار دیں۔ کیونکہ اس دعا کا نفع نقصان کل میری ذات تک محدود ہے۔ مخالفین پر اس کا کچھ اثر نہیں۔ اے بزرگو ظاہر ہے۔ کہ تفرقہ بہت بڑھ گیا ہے اور اس تفرقہ اور آپ لوگوں کی تکذیب کی وجہ سے اسلام میں ضعف آرہا ہے۔ اور جبکہ ہزار ہا تک اس جماعت کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ اور ہر ایک میرے مرید کی تکفیر کی گئی ہے۔ تو اندازہ تفرقہ ظاہر ہے۔ ایسے وقت میں اسلامی محبت کا یہی تقاضا ہے۔ کہ جیسے نماز استسقاء کے لئے تضرع اور انکسار سے جنگل میں جاتے ہیں۔ ایسا ہی اس مجمع میں بھی متضرعانہ صورت بنائیں اور کوشش کریں۔ کہ حضور دل سے دعائیں ہوں۔ اور گریہ و بکا کے ساتھ ہوں۔ خدا مخلصین کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ پس اگر یہ کاروبار اس کی طرف سے نہیں ہیں۔ اور انسانی طرح اور بناوٹ ہے۔ تو اُمت مرحومہ کی دعا جلد عرش تک پہنچیگی۔ اور اگر میرا سلسلہ آسمانی ہے۔ اور خدا کے ہاتھ سے برپا ہے تو میری دعا سنی جائیگی۔ اے بزرگو برائے خدا اس بات کو قبول کرو۔ زیادہ مجمع کی ضرورت نہیں۔ علماء میں سے چالیس آدمی جمع ہو جائیں۔ اس سے کم بھی نہیں چاہیئے۔ کہ چالیس کے عدد کو قبولیت دعا کے لئے ایک بابرکت دخل ہے۔ اور دنیاداروں میں سے جو چاہے شامل ہو جائے۔ اور دعا تضرع سے اور رو رو کر کی جائے۔ اگرچہ ہر ایک صاحب کو کسی قدر سفر کی تکلیف تو ہوگی۔ اور کچھ خرچ بھی ہوگا۔ لیکن بڑی امید ہے کہ خدا فیصلہ کر دیگا۔ اے بزرگو! اور قوم کے مشائخ اور علماء! پھر میں آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اس درخواست کو ضرور قبول فرمائیں۔ ہاں یہ امر بھی ذکر کرنے کے لائق ہے۔ کہ چونکہ برسات اور گرمی میں سفر کرنا تکلیف سے خالی نہیں۔ اور موسمی بیماریاں بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے اس مجمع کے لئے ۱۵ر اکتوبر ۱۹۰۰ء جب موسم اچھا ہوگا موزون ہے۔ اس میں کچھ حرج نہیں۔ کہ ہمارے مخالفوں کی طرف سے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یا مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی اس انتظام کیلئے امیر طائفہ یا بطور سیکرٹری بن جائیں۔ اور باہم مشورہ کے بعد منظوری کا اشتہار دے دیں۔ مگر برائے خدا اب کسی اور شرط سے اس اشتہار کو محفوظ رکھیں۔ میں نے محض خدا کے تجویز نکالی ہے۔ اور میرا خدا شاہد حال ہے۔ کہ میں نے صرف اظہار حق کے لئے یہ تجویز پیش کی ہے۔ اس میں کوئی جبر مباہلہ کی نہیں۔ جو کچھ ہے۔ وہ میری جان اور عزت پر ہے۔ برائے خدا اس کو ضرور منظور فرمائیں۔"

(اربعین نمبر ۲)

---

[1] یاد رہے کہ یہ طریق مباہلہ میں داخل نہیں ہے۔ کیونکہ مباہلہ کے معنے لعنت عرب کے رُو سے اور نیز شرعی اصطلاح کے رُو سے یہ ہیں۔ کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کیلئے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں۔ لیکن اس دعا میں تمام اثر دعا صرف میری ہی جان محدود ہے۔ اور دوسرے فریق کے لئے کوئی دعا نہیں۔ منہ

ناظرین فاروق ایک ایک جدید خریدار فاروق کے لئے دے کر مشکور فرماویں۔ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن

مسئلہ حیات و ممات حضرت مسیح علیہ السلام

(از "سعدی" لاہور)

گذشتہ جلد فاروق میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے مباحثہ گنج کی پہلی بحث "ختم نبوت" کے تفصیلی حالات بیشتر ازیں شائع ہو چکے ہیں۔ چونکہ اس مضمون کو احباب نے بہت پسند فرمایا ہے۔ اور باقی کی دو بحثوں کے متعلق بھی دوستوں نے فرمائش کی ہے۔ کہ ان کا شائع کرنا بھی ازبس ضروری اور خالی از فائدہ نہیں۔ اور نیز خود میرے نزدیک بھی ایسی بحثوں کا قلمبند ہو جانا نہ صرف آئندہ کے لئے نافع اور کارآمد ہے۔ بلکہ دنیا پر اس امر کا اظہار بھی پوری طرح سے ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیرو ہر مقابلہ میں اپنے دلائل صدق میں حسب وعدہ آپ ہمیشہ غالب رہتے ہیں۔ اور مقابلہ کرنیوالے خواہ ظاہری علوم و لیاقت کے اعتبار سے کیسے ہی نامور کیوں نہ ہوں۔ پھر بھی احمدیوں کے مقابل مغلوب ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے میں خدا تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے مباحثہ گنج کی دوسری بحث کی تفصیل کو پیش ناظرین کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ اس کو بہتوں کی ہدایت کا موجب بنا دے۔ آمین یارب العالمین ؛

دوسرا مضمون زیر بحث یہ تھا۔ کہ آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب انجیل رسول آسمان پر تا ایں دم اس خاکی جسم کیساتھ زندہ موجود ہیں۔ یا دوسرے انبیاء علیہ السلام کی طرح اپنے وقت پر فوت ہو چکے ہیں۔ غیر احمدیوں کے ذمہ حیات مسیح ناصری کا ثبوت اور احمدیوں کے ذمہ حیات مسیح کی تردید اور ضمناً اس کی وفات کی تائید میں ثبوت مہیا کرنے تھے۔ غیر احمدیوں کی طرف سے اہلحدیث کے مشہور گندہ دہن مولوی احمد الدین گھکڑوی مناظر تھے۔ اور احمدیوں کی طرف سے احمدی نوجوانوں کے فخر فاضل جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی اے گجراتی مقرر ہوئے۔

پیشتر اس کے کہ میں اصل بحث پر کچھ لکھوں بروے انصاف اور ایمانداری میں ایسا کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ غیر احمدیوں کے مناظر کی بدزبانی اور مذبوحی حرکات کا تو کوئی ذکر ہی نہیں۔ لیکن انکی پریشانی اس حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ کہ مولوی احمد الدین جیسا نام نہاد عالم بل اضرابیہ کو بل اضطرابیہ کہہ کے پیش کرتا رہا۔ باقی دلائل کا یہ حال تھا۔ کہ انکو دلائل کہنا ہی خود لفظ دلیل کی تضحیک کرنا ہے۔ جیسے کوئی شخص کہے۔ کہ چاول چونکہ سفید ہے۔ اسلئے زمین گول ہے۔ اور اس کو دلائل میں سے ایک زبردست دلیل قرار دے۔ یہی حال مولوی احمد دین موصوف کے دلائل کا تھا۔ میں نے اپنی طرف سے غیر احمدیوں کے دلائل حیات مسیح کو جہاں تک ممکن تھا خوب مضبوط کر کے لکھ دیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو کچھ تو دلچسپی پیدا ہو جائے۔ ملاحظہ ہو انکی پہلی دلیل جو حیات مسیح

غیر احمدیوں کے دلائل حیات مسیح پر

(دلیل اوّل)

حیات مسیح کے ثبوت میں سب سے بڑھکر ناقابل تردید شہادت جو پیش کی جا سکتی ہے۔ وہ قرآن مجید ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں نہایت صاف اور صریح الفاظ میں فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز نہیں مرے۔ بلکہ بجسدِ عنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیما (پ ۶) (ترجمہ) اور نہ حضرت عیسیٰ قتل ہوئے اور نہ صلیب دیئے گئے۔ لیکن یہود کو ان کے قتل ہونے کا شبہ ہوا۔ اور جو لوگ اس میں کئی

احمدیوں کی طرف سے ان کا جواب

(تردید دلیل اوّل)

اصل میں ہمارے مخالفین کے پاس حیات مسیح بجسدہ عنصری کی تائید میں خدا تعالیٰ کی قولی یا فعلی کتاب سے کوئی یقینی اور قطعی ثبوت اور شہادت موجود نہیں۔ تبھی تو محض اٹکل سے کام لیتے ہوئے ما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ کی آیت سے استنباط کیا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ بجسدہ عنصری آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ بھلا قتل نہ ہونے کو طبعی موت سے بچ جانے سے کیا تعلق۔ اور رفع الی اللہ ہونے کو جسد عنصری سے کیا علاقہ۔ اختلاف تو صرف یہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی اللہ ہونا کب اور کس جسم کے ساتھ ہوا۔ مطلق رفع الی اللہ ہونے میں تو کوئی اختلاف نہیں۔ پس اس آیت کو جسمانی رفع کی تائید میں پیش کرنا اپنے اندر قطعاً کوئی حقیقت اور وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس آیت میں کہیں بھی درج نہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ اپنی طبعی موت سے بھی فوت نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی یہ درج ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی اللہ ہونا برخلاف تمام انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری ہے۔ نہ کہ بجسم نوری۔ پس جب تک یہ بات ثابت نہ کی جاوے۔ کہ قتل نہ ہونے سے ہر قسم کی موت کی نفی لازم آتی ہے۔ اور رفع الی اللہ ہونا سوائے جسد عنصری کے ناممکن اور محال ہے۔ تب تک اس آیت کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرنا محض دعویٰ بلا دلیل بلکہ ایک اور نئے مستقل دعویٰ کو پیش کرنا ہے۔ جو بجائے خود زبردست دلائل کا محتاج ہے۔ حیات مسیح بجسد عنصری کے عقیدہ فاسدہ کی موٹی موٹی وجوہات تردید حسب ذیل ہیں:-

"بل"

خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات "بل" احیاء۔ اب دیکھئے "بل" کا پہلے ممنوع ہے اور یقتل میں ضمیر مستتر۔ یہ دونوں روح مع الجسد کی طرف راجع ہیں۔ لیکن "بل" کے بعد میں ضمیر جمع مذکر کی (جو مبتدا محذوف ہے) وہ صرف روح کی طرف راجع ہے۔ حالانکہ حیات اور زندگی اور فرح اور رزق (جو اسی قسم دوسری آیت میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر احمدیوں کے دلائل حیات مسیح پر	احمدیوں کی طرف سے ان کا جواب

باتیں نکالتے ہیں۔ وہ اس جگہ شک میں ہیں۔ اور ان کو اس کی کچھ خبر نہیں۔ مگر اٹکل پر چل رہے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً قتل نہیں ہوئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم ہے۔

ان تمام آیات میں سے ہمارا زور زیادہ تر ماقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ کے ٹکڑہ پر ہے۔ کیونکہ یہ آیت روز روشن کیطرح ظاہر کر رہی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ گویا یہ آیت ہمارے عقائد حقہ کی تائید اور احمدی عقائد باطلہ کی تردید میں ایک قطعی برہان اور یقینی دلیل ہے۔ کیونکہ اس کے معنے سوائے اس کے کچھ ہو ہی نہیں سکتے۔ کہ مسیح علیہ السلام قتل نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ یعنی مسیح جو جسم اور روح سے مرکب ہے۔ وہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ یہاں "بل" کے لفظ کے استعمال سے احمدیوں کے سب وَل اور بل توڑ ڈالے ہیں۔

کیونکہ بل دلالت کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھایا ہے۔ نہ صرف مسیح علیہ السلام کی روح کو نہ صرف مسیح علیہ السلام کے جسم کو۔ بلکہ اس مسیح کو اپنی طرف اٹھایا ہے۔ جو مسیح بمع اپنی روح اور جسم کے قتل ہونے سے بچا لیا گیا ہے

روح ہیں۔) صریح طور سے جسم کے متقاضی ہیں۔ مگر پھر بھی سب کے سب بلا استثناء یہاں روح ہی مراد لیتے ہیں۔ اور یہ کہنا کہ بل اضرابیہ ابطالیہ ہے۔ اور دلالت کرتا ہے۔ کہ ضرور حضرت عیسیٰ بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اصولاً بکلی باطل ہے۔ کیونکہ بل اضرابیہ ابطالیہ قرآن شریف میں استعمال ہی نہیں ہو سکتا۔ جیسے کہ نحو کی کتاب المغنی جلد ۱ صفحہ ۵۸۲ پر لکھا ہے۔ انہا لا تقع فی التنزیل الا علی ھذا الوجہ" کہ مشہور نحوی ابن مالک کہتے ہیں کہ "بل" قرآن مجید میں صرف ترقی (انتقال من غرض الی آخر) کے سوا اور کسی طرح نہیں آتا۔ پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے۔ قال السیوطی بعد ان نقل عنہ ذالک ایضاً فھذہ النقول مصافرۃ علی ما قال ابن مالک من عدم وقوعھا للاضراب ابطالی فی القرآن" کہ سیوطی نے بہت سی مثالیں لکھ کر کہا۔ کہ ان سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ ابن مالک کا یہ کہنا کہ "بل" ابطالیہ قرآن میں نہیں آتا درست ہے ٭

پس جبکہ "بل" اضرابیہ ابطالیہ کا استعمال قرآن شریف میں جائز ہی نہیں۔ تو اس پر کسی دلیل کو قائم کرنا ہی سرے سے باطل ہو گیا۔ اور

رفع الی اللہ

کو بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے جانے کے معنوں میں محدود کرنا بوجوہات ذیل بکلی باطل ہے ٭

قرآن

(۱) خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولو شئنا لرفعنہ بھا ولکنہ اخلد الی الارض ۹/۱۲۔ یعنی اگر ہم چاہتے۔ تو اس کو رفع کرتے۔ لیکن وہ زمین کی طرف جھک گیا۔ اب بالکل ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح کے لئے جو لفظ رفع میں استعمال کئے گئے ہیں۔ وہی لفظ بلعم کی نسبت استعمال ہوئے۔ مگر کیا خدا کا ارادہ تھا۔ کہ بلعم کو مع جسم آسمان پر لے جاوے۔ یا صرف اس کی روح کا رفع مراد تھا۔ حالانکہ اس کے بارے میں جو لفظ الی الارض بولا گیا ہے۔ وہ مقابلتہً یہی چاہتا ہے۔ کہ اس سے رفع مع الجسد الی السماء مراد ہو۔ مگر اس کا کوئی بھی قائل نہیں پس یہ کس قدر ظلم ہے۔ کہ خدا تو "رفع الی اللہ" کو اخلد الی الشیطان (کیونکہ اخلد الی الارض کا محاورہ بمقابل خدا کی طرف کے شیطان کی طرف تمام کتب الٰہیہ میں استعمال ہوا ہے) کے مقابل پر رکھے۔ اور یہاں الٹی گنگا بہنی شروع ہو گئی۔ کہ ایک روحانی امر کو جسمانی امر قرار دیکر قرآن شریف اور کتب سابقہ کی تکذیب کی جا رہی ہے ٭

حدیث

(۲) حدیث شریف میں آتا ہے۔ اذا تواضع رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ (کنز الاعمال جلد ۲) یعنی جب آدمی تواضع کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان تک اٹھا لیتا ہے۔ یہاں پر رفع کا لفظ بھی ہے۔ الی صلہ بھی موجود ہے۔ اللہ بھی ہے۔ پھر سب سے بڑھکر الی السماء السابعۃ بھی صریح طور سے درج ہے۔ جو بل رفعہ اللہ الیہ کے ساتھ قطعاً مذکور نہیں۔ لیکن باایں ہمہ جسم کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا ہرگز مراد نہیں۔ پس حدیث شریف بھی رفع الی اللہ" کے بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے جانے کے معنوں کا کماحقہٗ رد کر رہی ہے ٭

لغت و محاورہ عرب

(۳) رفع الی اللہ" کے معنی جسم کا آسمان پر اٹھایا جانا کسی لغت کسی علم ادب یا علم کلام کی کتاب میں درج نہیں۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ کسی ایک اہل زبان کا قول بتا دیں۔ کہ جب اس کے سامنے یہ لفظ بولا جاوے۔ ماقتلوہ زیداً یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ۔ تو اس نے زید کے رفع الی اللہ ہونے کو طبعی اور عزت کی موت کے سوا کچھ اور سمجھا ہو۔ اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔ تو کسی اہل زبان کی سند پیش کرو۔ ورنہ یونہی وہمی اور خیالی بات پر حضرت مسیح علیہ السلام کو بجسد عنصری آسمان پر زندہ قرار دینا کونسی صداقت ہے ٭

(۴) آیت بل رفعہ اللہ الیہ میں بجسد عنصری" اور آسمان کا لفظ کہاں اور کس قرآن میں لکھا ہے۔ وہاں تو صاف لکھا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کا رفع خدا کی طرف ہوا۔ یہ تو کہیں نہیں لکھا۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کا رفع دوسرے یا چوتھے آسمان پر ہوا۔ کیا خدائے عزوجل دوسرے یا چوتھے آسمان پر بیٹھا ہے۔ اور کیا خدا تعالیٰ جسمانی ہے۔ کہ جسم کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ کیا احادیث میں اس آیت کی کوئی دوسری قرأت ہے۔ جس میں بجائے رفعہ اللہ الیہ کے رفعہ اللہ الی السماء مع الجسد کے الفاظ ہوں۔ یا کیا در پردہ آپ کے نزدیک اللہ کے معنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر احمدیوں کے دلائل حیات مسیحؑ پر	احمدیوں کی طرف سے ان کا جواب

جس پر ما قتلوہ یقیناً شاہد ناطق ہے۔ اور ناممکن ہے کہ واقعہ قتل اور صلیب پر تو حضرت مسیح مع روح و الجسم ہوں لیکن بل جو اضرابیہ البطالیہ ہے۔ (رفع الی اللہ ہونے میں حضرت مسیح محض روح رہ جاویں۔ اور جسم سے خالی ہو کر خدا کی طرف رفع کریں۔

اب کوئی ہے۔ جو اس صریح اور واضح بات سے انکار کر سکے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بجسد عنصری زندہ آسمان پر نہیں گئے۔ اور حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے بجسد عنصری آسمان پر زندہ ہونے کی اس سے بڑھکر صاف اور سچی اور کیا شہادت ہو سکتی ہے۔ کہ خود خدائے تعالیٰ واضح طور سے بیان فرما رہا ہے۔ کہ "ما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ یعنی حضرت عیسیٰ قتل تو ہرگز نہیں ہوئے۔ بلکہ زندہ رہے۔ اور بل رفعہ اللہ الیہ نے تو معاملہ ہی بالکل صاف کر دیا ہے یعنی وہ محض زندہ ہی نہیں رہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کو بجسد عنصری آسمان پر اٹھا لیا ؛

اور ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ رفع اگر الی اللہ کے ساتھ آوے تو اس کے معنی بجز آسمان پر زندہ مع جسم اٹھا لینے کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتے۔ غرض خدا تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قتل کی قطعی نفی فرما کر اس کی زندگی اور اس کے زندہ مع جسم آسمان پر اٹھائے جانے کو خود اپنی کلام پاک میں بل رفعہ اللہ الیہ کے الفاظ سے یا یہ کمال تک پہنچا دیا ہے۔ اور قطعی فیصلہ کر دیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر تشریف رکھتے ہیں۔ اب ایسی کھلی کھلی اور صاف آیت کی موجودگی میں اپنا منہ موڑنا اور خدا کی دی ہوئی شہادت سے انکار کرنا اگر کھلی کھلی شقاوت نہیں تو اور کیا ہے ؛

میں نے شروع میں ہی کہا تھا کہ احمدی بچارے اس "بل" کے وار سے کسی صورت سے بھی بچ نہیں پا سکتے۔ ہمیں تعجب پر تعجب آتا ہے۔ کہ احمدی کس برتے پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی موت اور وفات کے درپے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ ان کے زندہ ہونے اور آسمان پر بجسد عنصری اٹھائے جانے کی شہادت خود اپنی کلام پاک میں دے رہا ہے جس کو احمدی بھی قابل قبول اور حجت ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ یہی دلیل ختم ہوئی

آسمان کے تو نہیں۔ جو الیہ میں ہ کی ضمیر آسمان کی طرف جاتی ہے۔ پس جبکہ آیت شریفہ پیش کردہ میں آسمان کا لفظ ہی موجود نہیں۔ نہ ہی صحاح ستہ میں آیا ہے۔ بلکہ قرآن شریف اور صحاح ستہ جسد عنصری اور الی السما کے لفظ سے بکلی ساکت ہیں۔ تو یہ کیسا ظلم ہے۔ کہ محض اپنے من گھڑت عقیدہ کی تائید کے لئے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں الفاظ کی بھی ایزادی قائم کی جا رہی ہے۔ جو بکلی ممتنع اور محال ہے۔ پس آپ کی تمام پیش کردہ دلیل بنائے فاسد علی الفاسد کی مصداق ہوئی ؛

---

(۵) کیا رفع الی اللہ ہونے میں حضرت مسیح علیہ السلام کا کوئی اور نبی بھی شریک ہے یا نہیں۔ یعنی کسی اور نبی کا بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح رفع الی اللہ ہوا ہے یا نہیں۔ اگر کہو۔ کہ اور انبیاء کا بھی رفع الی اللہ ہوا ہے۔ تو کوئی تنازعہ ہی درمیان باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ اس صورت میں ماننا پڑتا ہے۔ کہ چونکہ دوسرے تمام انبیاء کا رفع الی اللہ ہونا روحانی طور پر ہے۔ اس لئے مسیح علیہ السلام کا بھی روحانی رفع ہی ہوا ہے نہ کہ جسمانی۔ اور اگر کہو۔ کہ نہیں۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ خاص کرنا ایک ایسا کلمہ کفر ہے۔ کہ جس سے بڑھکر اور کوئی کفر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس سے تمام انبیاء کو رفع الی اللہ سے جواب دینا پڑتا ہے۔ حالانکہ نبی کریم صلعم نے معراج سے واپس آکر تمام انبیاء کے بعینہٖ اسی طرح رفع الی اللہ اور بعینہٖ اسی طرح آسمان پر زندہ بجسم نوردانی ہونے کی گواہی دی ہے۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی اللہ ہونے اور آسمان پر زندہ ہونے کی شہادت دی ہے۔ اور جبکہ ان تمام انبیاء اور مسیح علیہ السلام میں فی نفسہٖ آسمان پر زندہ ہونے میں ایک بال برابر فرق یا تمیز نہیں۔ تو اگر کوئی شخص تمیز یا فرق کرتا ہے۔ تو وہ نہ صرف آنحضرت صلعم کا ہی تکذیب اور منکر ہے۔ بلکہ ایسا لغو اور بے ہودہ عقیدہ رکھنے سے شرک اور کفر کا بھی مرتکب ہوتا ہے۔ شرک تو اس طرح کہ حضرت مسیح کو جسمانی رفع میں لاشریک ماننا پڑتا ہے۔ اور خدا کے سوا کسی نام یا کسی صفت یا کسی فعل میں کوئی لاشریک نہیں۔ اور کفر اس لئے کہ دیگر تمام انبیاء کو حضرت مسیح والے رفع الی اللہ ہونے سے جواب دینا پڑتا ہے۔ پس جو عقیدہ کفر یا شرک یا تکذیب رسول اللہ کو مستلزم ہو۔ وہ قطعاً قابل پذیرائی نہیں۔ اور نہ ہی وہ کسی حالت میں سچا ہو سکتا ہے ؛

---

(۶) پھر اگر بل رفعہ اللہ الیہ حضرت مسیح کے جسمانی رفع کے لئے خاص ہے۔ تو ان کے روحانی رفع کا بیان کس آیت میں اور کہاں درج ہے۔ یعنی بقول آپ کے حضرت مسیح آسمان سے واپس آکر جس وقت فوت ہونگے۔ اس وقت انکی فوتیدگی کے بعد ان کا رفع ہوگا یا نہیں۔ اور وہ رفع روحانی ہوگا یا پھر بھی جسمانی ہی ہوگا۔ پس سوال یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح کے رفع روحانی کے لئے کونسی آیت ہے۔ اس کو پیش کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی کتاب تو صاف بتا رہی ہے کہ مومن مر کر خدا کی طرف جاتا ہے۔ جیسا کہ آیت ارجعی الی ربک ۳۰/۱۶ اور آیت ھذا ذکر وان للمتقین لحسن مآب جنات عدن فتحۃ لھم الابواب (۲۳/۱۳) اسکی شاہد ہیں۔ اور کافر کے لئے لا تفتح لھم ابواب السماء (۷/۱۲) بھی ہمارے مدعا کی موید ہے۔ پس ان آیات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ بعد وفات روحانی رفع کا ہونا تو پھر ایک متقی پرہیزگار کے لئے مدار نجات اور ہر نبی کے لئے مدار صداقت ہے۔ سو بموجب آیات مذکورہ بالا لازمی اور ضروری ہوا۔ کہ بعد وفات حضرت مسیح علیہ السلام کے روحانی رفع کا بھی کسی آیت میں بھی کوئی ذکر ہو۔ اگر ہے تو پیش کرو۔ اور اگر نہیں۔ اور سوائے اس آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے یقیناً کسی اور جگہ نہیں۔ تو حضرت مسیح علیہ السلام کے بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے جانے کے بے ہودہ اور ذلیل عقیدہ سے توبہ کرو۔ کہ کلام الٰہی ایسے ناپاک اور لغو معنوں کا نہ صرف متحمل ہی ہے۔ بلکہ ایسے معنوں سے ایک نبی برحق کو روحانی رفع سے محروم قرار دیکر نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ کافر اور بے دین قرار دینا پڑتا ہے۔ وھذا اکفر عظیم ولعنت اللہ علی الکاذبین ؛ (باقی دارد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن

ڈاکٹر میر فقیر اللہ صاحب شہید اکا فرار

(از مفتی محمد منظور صادق)

(گذشتہ سے پیوستہ)

آپ کا پانچواں سوال:۔ کیا آپ موسیٰ خاں کے ہاں رہکر اس کے دسترخوان سے گرے ہوئے ٹکڑوں پر گذارہ نہیں کرتے رہے؟

جواب:۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ میں کوئی ڈاکٹر میر فقیر اللہ شہید انو نہیں۔ کہ چند ٹکوں یا روٹی کے ٹکڑوں کے واسطے ضمیر فروشی اور مذہب فروشی کرتا پھروں!

آپ کا چھٹا سوال:۔ کیا آپ کو سائیں صاحب کی طرف سے خرگوش کا خطاب نہیں ملا تھا؟

جواب:۔ کیا بے ہودہ بکواس ہے؟ اصل مضمون سے اس کا کیا تعلق۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تھا تو بہت برا کیا تھا۔ ایسے حقارت آمیز خطاب دینا مذہب میں روا نہیں ہیں۔ شاید مسیح کی یہی تعلیم ہو۔ اگر آپ کو یہ خطاب پسند آگیا ہو۔ تو آپ قبول کرلیں۔ میں سائیں عاشق اللہ صاحب کو لکھ دوں گا۔ کہ وہ بجائے میرے آپ کو یہ خطاب عطا کردیں۔ میں تو اب ان کے پاس رہا نہیں۔

آپ کا ساتواں سوال:۔ کیا پھر اس کے بعد آپ دوبارہ مرزائی نہیں ہوئے تھے۔

جواب:۔ ہوا اور ضرور ہوا۔ فالحمد للہ علے ذالک۔

آپ کا آٹھواں سوال:۔ کیا مرزائی ہونے کے بعد آپ پھر لاہور یہاں سنگھ باغ میں نہیں آئے۔ اور کیا پھر آپ نے وہاں عیسائیوں سے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ میں کسی خاص وجہ سے مرزائی ہوگیا تھا۔ اور میں پھر مرزائیت سے توبہ کرتا ہوں۔ میرے لئے کوئی خاطر خواہ انتظام کردو۔

جواب:۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

ڈاکٹر صاحب اب اگر آپ میں ذرہ بھی صداقت ہے تو ان باتوں کا ثبوت دیں۔ جن کا میں نے انکار کیا ہے۔ ورنہ یہ لعنت کا طوق ہمیشہ آپ کے گلے میں رہیگا۔

ڈاکٹر صاحب کا فرار

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ ناظرین فاروق سے مخفی نہ ہوگا۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے میرے مقابل حیات مسیح ثابت کرنے کا ٹھیکہ لیا تھا۔ بھلا ثابت تو انہوں نے کیا کرنا تھا۔ ہاں میری پیش کردہ انجیلی آیات کہ جن سے وفات مسیح ثابت ہوتی تھی۔ ان کا مفہوم بگاڑ کر اپنی حماقت کا کافی ثبوت بہم پہنچایا ہے مگر کاغذ کی ناؤ کب تک چل سکتی ہے۔ آخر دنیا کو معلوم ہو گیا۔ کہ آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ اس پر طرہ یہ ہوا۔ کہ ایک جگہ آپ نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ آپ قرآن مجید سے بھی حیات مسیح ثابت کرسکتے ہیں (نور افشاں ۱۸ر مارچ ۱۹۳۲ء صفحہ ۱۱ کالم ۳) اس پر میں نے اس کے سامنے لفظ توفی پیش کیا تھا۔ کہ جب یہ لفظ باب تفعل سے ہو۔ خدا فاعل ہو۔ اور ذی روح مفعول تو سوائے موت کے اور کوئی معنے اس کے ثابت کردیں۔ تو دو سو روپیہ انعام دوں گا۔ یہ ایک ایسا پھندا تھا۔ کہ جس میں سے نکلنا کارے دارد تھا۔ انجیل کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر کچھ کے کچھ معنے کرلینا آسان امر تھا۔ مگر یہاں ایسا کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہ تھا۔ اور میرا خیال تھا۔ کہ اب ڈاکٹر صاحب خاموشی اختیار کریں گے۔ مگر ڈاکٹر صاحب جنکی قسمت میں اس طرح ذلیل ہونا لکھا تھا وہ خاموش کہاں رہ سکتے تھے۔ حسب عادت انہوں نے جواب دیا۔ مگر ایسا جواب کہ اس سے ان کی سراسیمگی اور بدحواسی صاف ٹپک رہی ہے۔

جنہوں نے دونوں طرف کے مضامین پڑھے ہیں۔ وہ تو اچھی طرح جان گئے ہونگے۔ کہ آپ بہت بڑی طرح پسپا ہوئے ہیں۔ مگر میں اسے زیادہ واضح کرتا ہوں۔ تاکہ جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچا دوں۔ ڈاکٹر صاحب اپنے لئے فرار کی تین صورتیں تجویز کرتے ہیں۔ میں ان کی ہر ایک تجویز کو سامنے رکھتے ہوئے واضح کرتا ہوں۔ کہ آپ نے کس بری طرح فرار کی راہ اختیار کی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے فرار کی پہلی صورت

سب سے پہلے میں نے ثالث کے واسطے کہا تھا۔ کہ ثالث کوئی ایسا مقرر ہونا چاہیئے جو منصف ہو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو میں نے اس لئے نامنظور کیا تھا۔ کہ وہ سلسلہ کے دیرینہ دشمن ہیں۔ وہ ضد میں آکر ہمیشہ جھوٹ بول جاتے ہیں۔ اب بھی اگر وہ جھوٹ بول جائیں۔ تو کیا تعجب اور پادری سلطان محمد صاحب پال کو اس بنا پر نامنظور کیا تھا۔ کہ وہ علاوہ سلسلہ کے دشمن ہونے کے کفارہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک جھوٹ بولنا کوئی عیب کی بات نہیں۔ اور آئے دن ان کی عبارتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بہترین ترکیب میں نے یہ بتائی تھی۔ کہ خط وکتابت کے ذریعہ ثالث کا فیصلہ کیا جائے۔

آپ نے ثالث کا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور پادری سلطان محمد صاحب پال کی حمایت میں کئی کالم سیاہ کئے۔ اور یوں بہت سا وقت ضائع کیا۔ لکھتے ہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سلسلہ کے دشمن نہیں ہیں۔ بلکہ آنریری مبلغ ہیں۔ اور پادری سلطان محمد صاحب پال کی تحریروں میں کوئی اختلاف نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں میں اختلاف ہے۔ نیز یہ کہ میں کفارہ کا مفہوم نہیں سمجھا۔

جواب:۔ جناب ڈاکٹر صاحب اس طرح فضول وقت ضائع کرنے سے آپ چھوٹ نہیں سکتے۔ یہ دھوکے کسی اور کو دیجئے۔ میں تو آپ کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ یا آپ کو میدان میں نکل کر ثبوت دینا پڑے گا یا ہار ماننی ہوگی۔

اب سنئے ڈاکٹر صاحب بے شک مولوی ثناء اللہ صاحب آنریری مبلغ ہیں۔ مگر بالکل اسی طرح جس طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیلمہ کذاب آنحضرت صلعم کا آنریری مبلغ تھا۔ یا جس طرح بے ایمان فقیہی اور فریسی مسیح کے آنریری مبلغ تھے۔ کہ مسیح کے الفاظ کا غلط مطلب لے کر جھوٹا پراپیگنڈا کرتے رہتے تھے۔ مگر یاد رہے۔ کہ ایسے لوگ منصف بننے کے قابل نہیں ہوتے ؛

باقی رہا پادری سلطان محمد صاحب پال کی تحریروں میں اختلاف۔ اگر پادری صاحب نے اس کا انکار کیا تو میں ثابت کر دوں گا۔ مگر آپ ہرگز ہرگز حضرت مسیح موعود ؑ کی تحریروں میں اختلاف نہیں دکھا سکتے۔ اور یہ کہنا کہ میں کفارہ کا مفہوم نہیں سمجھا۔ شاید آپ سمجھے ہوں ؟ کیونکہ آپ نے ان عقائد کو خوب حفظ کیا ہوگا۔ نیم عیسائی جو ہوئے۔ مگر سنئے !۔

(الف) اگر یہ کہا جائے۔ کہ مسیح پر ایمان لانے سے انسان گناہ کر ہی نہیں سکتا۔ تو یہ محض غلط۔ کیا کوئی عیسائی۔ کوئی پادری بشپ یا پوپ آپ ایسا دکھا سکتے ہیں۔ جو کفارہ پر ایمان لا کر گناہ سے پاک ہو گیا ہو۔ یہ میرا دعویٰ ہے۔ کہ آپ ہرگز نہیں دکھا سکتے۔

(ب) اگر یہ کہا جائے۔ کہ مسیح پر ایمان لائے بغیر نیکی کی توفیق نہیں ملتی تو یہ بھی غلط۔ کئی سکھ۔ آریہ۔ برہمو وغیرہ ایسے ہیں۔ جو عیسائیوں سے بدرجہا بڑھ کر نیک ہیں۔ حالانکہ وہ مسیح کو نہیں مانتے۔ اکثر ان میں سے ایسے ہیں۔ جو مسیح کا نام بھی نہیں جانتے۔ اور اکثر وہ ہیں۔ جو سختی سے اس کا انکار کرتے ہیں ؛

(ج) اب ایک ہی صورت رہ جاتی ہے۔ کہ مسیح پر ایمان لاؤ۔ پھر جو کچھ بھی کرو سب معاف۔ مسیح نے سب گناہ اپنے سر پر اٹھا لئے۔ عیسائیوں کا بے دھڑک گناہ کرنا اور ان میں فسق و فجور کی گرم بازاری یہ ظاہر کرتی ہے۔ کہ ان کا یہی عقیدہ ہے۔ بقول شخصے ؎

اب تو آرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

اسی لئے میں نے کہا تھا۔ کہ کفارہ پر ایمان لانے والا شخص اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لئے فوراً جھوٹ بول دیگا ؛

ڈاکٹر صاحب کے فرار کی دوسری صورت

ڈاکٹر صاحب نے فرار کی دوسری صورت یہ اختیار کی کہ کہیں اس مضمون میں کاتب نے غلطی سے بجائے تفعل کے تفعلی لکھ دیا۔ بس آپ اسی کو لے اڑے۔ یہ کاتب کی غلطی کیا ہوئی۔ گویا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا مل گیا۔ اسی میں کئی کالم سیاہ کر دیئے۔ آپ لکھتے ہیں :۔

"میرے نادان دوست آپ مناظرہ کس طرح کرینگے آپ تو یہ بھی نہیں جانتے۔ کہ باب تفعلی ہے یا تفعل کیا لفظ توفی پر اسی طرح بحث کروگے۔ . . . واہ رے عربی دان مجھے عربی سے بے بہرہ بنانے والے اور اپنی لیاقت پر ناز کرنے والے کیا اسی طرح مناظرہ کروگے۔ . . . مفتی صاحب ایسی عربی تو میں نے آج تک کبھی نہ دیکھی تھی۔ جیسی آج آپ جیسے اُلٹی کھوپری والے کی تحریر میں نظر آئی" (نور افشاں ۳ر دسمبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۱ کالم ۳ و صفحہ ۲ کالم ۱) ؛

اور نہ معلوم کیا کچھ واہی تباہی بک کر کئی کالم سیاہ کئے ہیں۔ حالانکہ وہ اس بات کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ کاتب کی غلطی سے ایسا لکھا گیا ہے۔ مگر چونکہ جواب کچھ تھا نہیں۔ اِدھر اُدھر کی زُمّیات میں وقت ضائع کر کے جواب سے بچنے کی کوشش ہی کرنی تھی۔

جناب ڈاکٹر صاحب باب تفعل ہی ہے۔ تفعلی نہیں۔ آپ حسب شرائط ثبوت دیجئے۔ کیا آپ کا یہ خیال ہے۔ کہ اس طرح آپ چھوٹ جائیں گے یہ ناممکن ہے ؛

ڈاکٹر صاحب آپ کے فرار کی تیسری اور آخری زبردست صورت یہ ہے۔ کہ جب آپ اتنے ورق سیاہ کر چکے۔ تو خیال آیا۔ کہ ابھی تو میں گرفتار ہی ہوں۔ ثبوت تو اب بھی دینا پڑے گا۔ کوئی صورت ایسی ہونی چاہیئے۔ جس سے ثبوت دینے کے لئے میدان میں نہ نکلنا پڑے آخر بڑی سوچ بچار کے بعد آپ ایک عجیب تجویز نکالتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں :۔

"آخر میں اتنا عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ آپ کا چیلنج مجھے منظور ہے۔ مگر ایک چھوٹی سی شرط میری بھی ہے وہ یہ کہ بروقت مناظرہ آپ کو تھوڑی دیر کے لئے میرے سامنے کھڑا ہونا ضرور پڑے گا"

(نور افشاں ۳ر دسمبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۲)

دیکھا ناظرین! ڈاکٹر صاحب بھاگے۔ اور کیسی بُری طرح بھاگے۔ یہ آپ کو معلوم ہی ہوگا۔ کہ جب لفظ توفی باب تفعل سے ہو۔ خدا فاعل اور ذی روح مفعول تو بجز موت کے اور اس کے کوئی معنے نہیں ہوتے۔ اور یہ بھی انہیں معلوم ہے۔ کہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ پس میرے کھڑا ہونے کی شرط لگا دی۔ نہ تو من نیل ہوگا۔ نہ رادھا ناچیگی۔ نہ میں کھڑا ہو سکوں گا۔ اور نہ آپ کو ثبوت دینے کا موقعہ ملے گا۔ اور یوں آپ سستے چھوٹ جائیں گے ؛

ڈاکٹر صاحب! یہ تو مجھے معلوم تھا۔ کہ آپ بھاگینگے مسیح کے شاگرد جب بھگوڑے تھے۔ تو اس کے حمائتی بھی بھگوڑے ہونے چاہئیں۔ کیوں صاحب وہ آپ کا دعویٰ کیا ہوا۔ کہ :۔

"مفتی صاحب اتنا یاد رکھنا کہ یہاں سے پیچھا چھڑانا خالہ جی کا گھر نہیں ہے۔ ہمارا پنجہ وہ پنجہ نہیں ہے جس سے نکل جاؤ گے۔ جس طرح آپ فرار کی راہ اختیار کر رہے ہیں۔ اس طرح میں کبھی آپ کو فرار ہونے نہ دوں گا" (نور افشاں ۲ر دسمبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۱ کالم ۲)

اب تو اُلٹے لینے کے دینے پڑ گئے۔ اب تو آپ خود بھاگ رہے ہیں۔ اور ایسی بُری طرح کہ اگر کچھ بھی شرم ہے۔ تو چلو بھر پانی میں ڈوب مریں ؛

آپ خود خیال کریں۔ کہ ایسی فضول اور مہمل شرطیں پیش کر کے میدان سے بھاگنا کیا مناظر کا کام ہے۔ میں کہتا ہوں بہت اچھا۔ مجھے آپ کی شرط منظور ہے۔ مگر اس سے پہلے کہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ آپ کو مال روڈ پر بالکل میری مانند میرے ساتھ ساتھ ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گھنٹہ چلنا ہوگا۔ مگر اس بات کا خیال رہے۔ کہ سرمو فرق نہ ہو۔ بجنسہٖ اسی طرح چلنا ہوگا۔ جس طرح میں چلتا ہوں۔ اگر ذرا سا بھی فرق آگیا۔ تو آپ ہارے ہوئے تصور کئے جائیں گے۔ کیا آپ کو منظور ہے۔ مگر یہ تو بتلایئے۔ کہ دنیا کیا کہے گی۔ یہ مناظرہ نہ ہوا۔ یہ تو بٹیر بازی ہوگی ؛

ڈاکٹر صاحب! ذرا کان کھول کر سُن لیجئے۔ کہ اس طرح آپ کا چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کے پاس کچھ ہے۔ تو بموجب پیش کردہ شرائط میدان میں آیئے۔ ورنہ صاف اقرار کیجئے۔ کہ آپ کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ؛

دیکھو ڈاکٹر صاحب پادریوں کو خوش نہ کرو۔ بلکہ خدا کو خوش کرو۔ خدا سچائی اور راستی کو پسند کرتا ہے نہ کہ جھوٹ اور فریب بازی کو۔ یہ دنیا چند روزہ ہے آخر اسی کے پاس جانا ہے۔

آخر میں ڈاکٹر صاحب مجھ سے یہ دریافت کرتے ہیں۔ کہ میں دو سو روپیہ کہاں سے دوں گا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس اطمینان کی تو مجھے ضرورت تھی نہ کہ آپ کو۔ اس لئے کہ اگر آپ میدان میں نکلے۔ تو انشاء اللہ میں جیت کر ہی آؤں گا۔ ہار کے نہیں آنے کا۔ مگر تاہم اگر آپ کو اطمینان کرنا منظور ہے۔ تو آپ خود پھگلہ تشریف لاکر یا کسی کو بھیج کر میری مملوکہ اور مقبوضہ جائداد دیکھکر تسلی کر لیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ +

دوسری اطلاع

جن خریداران فاروق کا چندہ ۲۸ر مارچ ۳۳ء کو ختم ہو چکا ہے۔ اور جن کے ذمہ بقایا سال گذشتہ رہتا ہے۔ اور باوجود بار بار وی پی کرنے کے وہ واپس کر دیئے ہیں۔ ایسے سب خریدار اپنا اپنا چندہ سال رواں کا جو اس نئی جلد ۱۸ کے نمبر اوّل مورخہ ۷ر اپریل ۳۳ء پرچہ ہذا سے شروع ہوتا ہے بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں یا مجلس مشاورت پر کسی آنیوالے کے ہاتھ بھیجدیں۔ اس سے محصول وی پی کا فائدہ رہیگا۔ ورنہ ۲۸ر اپریل کا پرچہ سب کے نام وی پی ارسال ہوگا۔ (مینجر فاروق)

غیر احمدی مشن

کے

چند سوالات کے جوابات

(بسلسلہ گذشتہ)

سوال :۔ آپ نے ایک اعتراض کیا ہے۔ کہ جب بھی مرزا صاحب پر یہ سوال کیا گیا۔ کہ آپ کی فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ تو آپ نے جھٹ کہدیا۔ کہ رسول مقبول ؐ یا فلاں نبی کی بھی پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔

جواب :۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے۔ کہ تمام انبیاء خواہ حضرت موسیٰ ؑ ہوں یا حضرت عیسیٰ ؑ یا کوئی اور نبی ہو بلحاظ منصب نبوت پر سرفراز ہونے اور نبی ہونے کے یکساں ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں انبیاء کی صداقت معلوم کرنے کے لئے جو دلائل اور معیار بیان فرمائے ہیں۔ وہ سب کے لئے یکساں اور مساوی ہیں۔ انہی معیاروں کے رُو سے ہم حضرت رسول مقبول کو برحق نبی یقین کرتے ہیں۔ اور انہی دلائل سے باقی انبیاء کو صادق اور راستباز خیال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جو اعتراض ایک نبی پر کیا جاتا ہے۔ وہ اعتراض اگر انبیاء کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے۔ تو ان کی قوموں کی طرف سے بھی کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور یہ اصل خود اپنی ذات میں بھی انبیاء کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہوتا ہے ؛

چنانچہ حضرت مرزا صاحب چونکہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ اور راستباز نبی تھے۔ اسلئے آپ نے فرمایا کہ جو بھی مجھ پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ یا کیا گیا۔ یا کیا جائے گا۔ وہ تمام کے تمام وہی اعتراض ہونگے جو پہلے نبیوں پر کئے گئے۔ کوئی نیا اعتراض نہیں ہوگا۔ پس حضرت مرزا صاحب پر اس وقت تک جتنے بھی اعتراض کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی ایسا اعتراض نہیں۔ جو پہلے نبیوں پر نہ کیا گیا ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن جس طرح وہ اعتراض بے حقیقت اور نامعقول تھے۔ اسی طرح یہ حضرت مرزا صاحب پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ یہ بھی اپنے اندر کوئی قوت اور وزن نہیں رکھتے۔ اسی بناء پر جب بھی حضرت مرزا صاحب پر یہ اعتراض کیا گیا۔ کہ آپ کی فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ حالانکہ وہ پیشگوئی اپنے اصل رنگ و روپ میں ظاہر ہو چکی تھی۔ اگرچہ بظاہر مخالفین کی نظروں میں وہ پوری نہیں ہوئی۔ تو الزامی جواب کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کی جماعت نے یہ جواب دیا۔ کہ اس طرح اگر مخالفین اپنے مطالب اور مقاصد کے مطابق پیشگوئیاں کا پورا ہونا سمجھیں۔ تو پھر آنحضرت کی پیشگوئیوں سے بھی ہاتھ دھونا پڑیگا۔

مثلاً آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے سب سے پہلے میری بیویوں میں سے وہ ملیگا یعنی فوت ہوگی جو لمبے ہاتھوں والی ہوگی۔ اور لطف یہ کہ پھر آنحضرت ؐ کی ازواج مطہرات اپنے ہاتھوں کو ناپنے بھی لگ گئیں۔ اور انہوں نے سمجھا۔ کہ جس کے ہاتھ لمبے ہونگے۔ وہی پہلے مریگی۔ لیکن دوسری طرف واقعات کا ملاحظہ کریں۔ تو یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری نہ ہوئی۔ جس طرح اسے سمجھا گیا۔ بلکہ جس طرح خدا تعالیٰ کا منشاء اور مفہوم تھا۔ اسی طرح پوری اور اپنے وقت پر ظاہر ہوئی۔ اب مخالفین اسلام اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ آپ انہیں کیا جواب دینگے۔ کیا الزامی جواب دیتے ہوئے آپ یہ صورت اختیار نہیں کرینگے۔ کہ ان کے کسی برگزیدہ نبی کی ایسی پیشگوئی کو جو بظاہر لوگوں کی نظروں میں پوری نہیں ہوئی ہوگی پیش نہیں کرینگے۔ یقیناً کرینگے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا۔ کہ آپ اس برگزیدہ نبی کی پیشگوئی کو یا جماعت احمدیہ حضرت رسول مقبول کی کسی پیشگوئی کو پورا نہیں سمجھتے۔ اور جواب کے لئے یہ صورت اسی واسطے اختیار کی جاتی ہے۔ کہ انسان کو سمجھ آجائے۔ کہ میں جو اعتراض کر رہا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا اسی قسم کا اعتراض میرے کسی مسلمہ پر تو وارد نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے۔ تو جو اس کی وہ تاویل یا مطلب بیان کریگا۔ وہی تاویل اور مطلب ہماری طرف سے بھی سمجھنا چاہیئے۔ پس یہ بے ادبی نہیں۔ بلکہ آپ کی سمجھ اور فہم کا قصور ہے۔ جو اس معمولی جواب کے طریق کو بھی نہیں سمجھ سکتی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کم فہمی اور کم عقلی کو دور فرمائے۔ تا آپ حقائق کے سمجھنے کے قابل ہو سکیں۔ آمین ؛

سوال :۔ ایک سوال یہ کیا گیا۔ کہ مرزا صاحبؑ نے نہ صرف یہ کہ آنحضرتؐ کا مقابلہ کیا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر آنحضرتؐ پر اپنی فضیلت بھی ظاہر کرتے رہے۔ اور حضور سرور کائنات کی ہتک کرتے رہے۔

جواب :۔ مجھے آپ کے اعتراض کو پڑھکر آپ سے ہمدردی پیدا ہو رہی ہے۔ کہ آپ روحانیت کے لحاظ سے کس قدر بیمار ہیں۔ اور پھر اچھی نعمت کو بری اور کڑوی قرار دیئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب جو رسول مقبول کے عشق میں اس حد تک پہنچ چکے تھے۔ کہ آپ نے یہ فرمایا ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

خدا تعالےٰ کے بعد اگر کسی ہستی سے آپ کو عشق اور محبت تھی۔ تو وہ صرف آنحضرت صلعم کی۔ لیکن افسوس کا مقام ہے۔ کہ پھر بھی آپ پر یہ ناپاک الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ آپ نے اپنی آنحضرتؐ پر فضیلت بیان کی ہے اور اپنے آپ کو آنحضرتؐ سے بڑا قرار دیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں :؎

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی ہو گیا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

(رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم)

اندریں صورت آپ پر یہ افترا کرنا۔ کہ آپ نے ادعا فضیلت کیا ہے۔ پرلے درجے کی جہالت اور حماقت ہے۔ اور عقل و دانش کو جواب دینا ہے۔ پس یہ محض ایک الزام ہے۔ جو سراسر افترا سے پُر ہے جس میں کوئی حقیقت نہیں۔ کاش ہمارے مخالفین جھوٹ بول کر لعنت اللہ علی الکاذبین کے مصداق بننے سے پرہیز کریں۔ اور اپنے کو لعنت اللہ سے محفوظ رکھیں ؛

رہا آپ کا یہ پیش کرنا کہ مرزا صاحب نے قصیدہ اعجازیہ اور اپنی دوسری کتب میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے لئے تو صرف چاند کو گرہن لگا۔ اور میرے لئے سورج اور چاند دونوں کو۔ تو اس میں مرزا صاحب نے اپنی بڑائی کو آنحضرتؐ پر بیان کیا۔ تو یہ صحیح نہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی بڑائی کو نہیں بیان کیا۔ بلکہ چودھویں صدی کے علماء کی کمال یہودیت کا بیان ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کے کفار نے تو کہا تھا۔ کہ اگر خدا تعالیٰ ہمیں آکر کہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔ تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ مگر اس زمانہ کے فقیہوں اور فریسیوں کا یہ حال ہے۔ کہ علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ اگر خدا تعالےٰ بھی آکر ہمیں یہ کہے۔ کہ مرزا صاحب پر ایمان لے آؤ۔ تو تب بھی ہم ایمان نہ لائیں گے۔ اور قاعدہ ہے۔ کہ جتنا شدید انکار ہوگا۔ اتنی ہی زبردست دلیل لائی جائیگی۔ اس زمانہ میں علماء کی حالت زیادہ بدتر ہو چکی تھی۔ اور ان کی طرف سے انکار پر شدید اصرار تھا۔ اس لئے مرزا صاحب کی صداقت کے لئے اللہ تعالیٰ نے صرف چاند کو ہی نہیں بلکہ سورج کو بھی تاریک کیا۔

دوسرا یہ یاد رہے۔ کہ یہ آنحضرت صلعم کی مہدی دوران کے لئے پیشگوئی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مہدی کی صداقت کے لئے دو نشان ظاہر کرے گا۔ یعنی چاند اور سورج اس کی صداقت میں تاریک کئے جائیں گے۔ پس درحقیقت یہ تو آنحضرت کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کہ ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر ایک پیشگوئی آپؐ نے فرمائی۔ اور جسے ایک دنیا نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا۔

سوم یہ کہ جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب ظل کامل ہیں نبی کریم صلی اللہ وسلم کے۔ اور آپ نے متعدد مرتبہ اپنی تصنیفات میں یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ جو کچھ میرے لئے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔ یہ سب آنحضرتؐ کی برکت سے ہے۔ اور آپ کی طفیل سے ہی سب کچھ ہے۔ پس اس صورت میں یہ آنحضرتؐ کا کامل معجزہ اور نشان ہوا ؛

چہارم یہ کہ معجزات کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ مثلاً (۱) معجزات عقلیہ (۲) معجزات علمیہ (۳) معجزات برکات اور روحانیہ (۴) معجزات تصرفات خارجیہ۔ پہلی تینوں قسموں کے معجزات خواص ذاتیہ قرآن کریم میں سے ہیں۔ اور یہ معجزات نہایت عالی شان اور بدیہی الثبوت ہیں۔ جن کو ہر زمانہ میں ہر ایک شخص تازہ بتازہ طور پر چشمدید ماجرا کی طرح دریافت کر سکتا ہے۔ لیکن عہ کے معجزات یعنی تصرفات خارجیہ یہ بیرونی خوارق ہیں جن کو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں۔ انہیں میں سے معجزہ شق القمر بھی ہے۔ پس مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ میرے لئے چاند اور سورج گہن ہوئے۔ اس بات کو مستلزم نہیں ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے معجزات کم ہیں۔ یا نشانات تھوڑے ہیں۔ اور مرزا صاحب کے زیادہ ہیں۔ بلکہ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے معجزات ذاتیہ بہ نسبت خارجیہ کے کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اور اس میں رسول مقبول کی ہتک نہیں۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کی فضیلت ہے۔

تیسری اور چوتھی مثال جو آپ نے اپنے ادعاء باطل کی تائید کے لئے پیش کی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کو صرف ایک ہی کشف یعنی معراج ہوا۔ اور مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ مجھے اس قسم کے کئی کشف ہوئے۔ اور ان کشفوں میں ماہر اور صاحب تجربہ ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ نے جو حضرت مرزا صاحب کی تحریرات سے یہ استنباط فرمایا ہے۔ وہ کسی طرح پر بھی درست نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ذیل میں میں حضرت مرزا صاحبؑ کی ازالہ اوہام والی تحریر نقل کرتا ہوں۔ جس سے ہر ایک منصف سمجھ جائیگا۔ کہ آپ نے جھک ماری ہے۔ اور مرزا صاحب پر بہتان تراشا ہے :-

"سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیئے۔ ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسب استعداد نفس ناطقہ اپنے کے آسمانوں کی سیر کر سکتا ہے۔ پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی۔ اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اپنی معراجی سیر میں معمورہ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے۔ سو درحقیقت یہ سیر کشفی تھا۔ جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے۔ بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے۔ میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھ سکتا۔ اور نہ کشف کے ادنیٰ درجوں میں سے اس کو سمجھتا ہوں۔ بلکہ یہ کشف کا بزرگ ترین مقام ہے۔ جو درحقیقت بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفیٰ اور اجلیٰ ہوتی ہے۔ اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰)

اب اس تمام عبارت کو پڑھیئے۔ اور للہ بتایئے۔ کہ آپ کا نتیجہ کن الفاظ سے اور کس طرح نکلتا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ رسول مقبولؐ کے نفس ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی۔ "انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی" اس لئے وہ اپنے معراجی سیر میں جو معمورہ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے۔ اور آپ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے اپنی فضیلت اور اپنی بڑائی بیان کی ہے۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا۔ کہ مرزا صاحب نے یہ کیوں لکھ دیا۔ کہ مؤلف خود صاحب تجربہ ہے" تو یہ بھی آنحضرتؐ کی صداقت کے ثبوت اور ان کشوف کی واقعیت کے اظہار کیلئے۔ تاکہ وہ لوگ جو اس قسم کے کشوف کے منکر ہیں۔ اور نعوذ باللہ آنحضرتؐ پر آپ لوگوں کی طرح قسم قسم کے بہتان تراشتے ہیں۔ یہ معلوم کر لیں۔ کہ واقعہ میں آنحضرتؐ میں یہ کمالات تھے۔ اور محض زبانی جمع و خرچ نہیں تھا۔ اور اس کے ثبوت میں مرزا صاحب نے زندہ ثبوت اپنی ذات کو پیش کیا۔ کہ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ وسلم کا ایک غلام ہاں آپ کا ظل کامل اور بروز اتم وہ نشانات وہ کشوف ظاہر کر رہا ہے۔ تو کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ اصل اور آقائے کامل ان نشانات اور کشوف کو ظاہر نہ کرتا ہو؟ پس اس میں آنحضرتؐ سے کسی بڑائی کا اظہار نہیں ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ آنحضرتؐ کی بڑائی کا واقعات کے ساتھ اثبات ہے" (باقی دارد)

(شیخ مبارک احمد مولوی فاضل)

روئیداد مباحثہ گنج

یہ مضمون کاغذات میں گم ہو گیا تھا۔ اتفاق سے مل گیا۔ چونکہ اصل مباحثہ بھی فاروق میں شائع ہو رہا ہے۔ اس لئے اس کا شائع کرنا بھی ضروری سمجھا گیا (ایڈیٹر)

موضع گنج متصل مغل پورہ ریلوے اسٹیشن جماعت احمدیہ گنج و انجمن اہلحدیث برانڈرتھ روڈ لاہور کے درمیان طے شدہ پروگرام کے مطابق مندرجہ ذیل مضامین پر ۱۷ جون ۳۲ء بروز اتوار بمقام قصبہ گنج مباحثہ ہوا۔

۱۔ ختم نبوت	مدعی	اہلحدیث
۲۔ حیات مسیح	"	"
۳۔ صداقت مسیح موعود	"	جماعت احمدیہ

پہلا مباحثہ عدم امکان نبوت بعد آنحضرت صلعم پر تھا۔ جس کی مدعی انجمن اہلحدیث تھی۔ ان کی طرف سے مولوی نور حسین صاحب مباحث تھے۔ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے مولانا محمد سلیم صاحب مولوی فاضل۔ یہ دلچسپ علمی مباحثہ دو گھنٹے جاری رہا۔ مولوی نور حسین صاحب نے بعض احادیث سے غلط استنباط کر کے امکان نبوت سے انکار کیا۔ مولوی محمد سلیم صاحب نے نہ صرف یہ کہ پیش کردہ احادیث کی صحیح تشریح و توضیح کر کے ان کے دلائل کا رد کیا۔ بلکہ قرآن کریم سے متعدد آیات اجرائے نبوت کے ثبوت میں پیش کر کے یہ امر ثابت کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی جو نبی کریم کی شریعت کا پابند ہو۔ اور آنحضرت صلعم کی غلامی میں ہو کر نبوت کا مقام پا سکتا ہے۔ اور یہ امر آنحضرت صلعم کی شان کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ بڑھانے والا ہے۔ (یہ مباحثہ فاروق میں چھپ چکا ہے۔ ایڈیٹر)

اس کے بعد دوسرا مباحثہ حیات مسیح کے مسئلہ پر ہوا۔ اہلحدیث کی طرف سے حافظ احمد دین صاحب نے احادیث کے بعض دلائل پیش کر کے اسے ثابت کرنے کی سعی ناکام کی۔ جس کے جواب میں ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم۔ بی اے گجراتی نے قرآن کریم کی متعدد آیات سے مسیحؑ کی وفات کا ثبوت پیش کرنے کے علاوہ ان تمام احادیث کی صحیح تشریح اور مفہوم پیش کر کے ان سے بھی حیات مسیح کا عدم ثبوت ثابت کیا۔ یہ مباحثہ بھی دو گھنٹہ جاری رہا۔ اور حسب شرائط پہلا اجلاس ساڑھے گیارہ بجے ختم ہوا۔

ان ہر دو مباحثوں کا اثر سامعین پر بہت اچھا رہا۔ اور اس کو اہل حدیث نے محسوس کیا۔ اور اس خفت کو مٹانے کے لئے اور اس کے اثر کو زائل کرنے کے لئے اہلحدیث نے شرائط کے خلاف ورزی کر کے مولوی ثناء اللہ صاحب کا تین بجے کے قریب جلسہ گاہ مباحثہ میں لیکچر شروع کرا دیا۔ حالانکہ تیسرے مباحثہ کا وقت ساڑھے پانچ بجے مقرر تھا۔ اور اہلحدیث کو حق حاصل نہ تھا۔ کہ وہ مشترکہ پنڈال کو خلاف معاہدہ استعمال کرے۔ اس لئے انکی اس حرکت کے خلاف جماعت احمدیہ نے اعتراض کیا اور بالآخر یہ طے ہوا۔ کہ درمیانی وقفہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے دعاوی مسیح موعود پر لیکچر ہو۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب جواب دیں۔ علامہ حافظ مبارک احمد صاحب نے ایک نہایت جامع لیکچر نصف گھنٹہ دعاوی مسیح موعود پر دیا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے نصف گھنٹہ اپنے متعلق حضرت مسیح موعود کی دعا مباہلہ پر صرف کیا۔ لیکن جب ہماری طرف سے اس کے جواب کا وقت آیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو شور برپا کر دیا۔ بلکہ عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ اور ادھر سے شور و غوغا ہو رہا تھا۔ ان کی اس حرکت کو بار بار مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے نوٹس میں لایا گیا۔ جو اس وقت کے صدر تھے۔ لیکن وہ باز نہ آئے۔ اور احرار کے گنڈوں کی شرارت کے پردہ میں اپنی ندامت کو چھپاتے رہے۔

تیسرا مباحثہ ساڑھے پانچ بجے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر شروع ہوا۔ اس مسئلہ میں جماعت احمدیہ مدعی تھی۔ اس لئے ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی اے گجراتی نے تقریر فرمائی۔ آپ نے قرآن کریم سے منہاج نبوت پر حضرت مرزا صاحب کا صادق ہونا ثابت کیا۔ جس کے جواب کے لئے مولوی عبدالرحیم شاہ صاحب کو کھڑا کیا گیا۔ اور انہوں نے بعض احادیث کو پیش کر کے جو آنیوالے مسیح کے متعلق تھیں۔ یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ چونکہ احادیث کی بعض علامات پوری نہیں ہوئیں۔ اس لئے مرزا صاحب ان کے زعم میں صادق نہیں۔ جواب میں خادم صاحب نے تمام بیان کردہ علامات کی تشریح کر کے ثابت کیا۔ کہ تمام احادیث اپنے صحیح معنوں میں پوری ہو چکی ہیں۔ اور مدعی کے دعویٰ کی تائید میں ہیں۔ اور یہ معترض کا قصور فہم ہے۔ کہ وہ بجائے تصدیق کے اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٰ پورے طور پر ثابت ہے۔ ان احادیث کے علاوہ مرزا صاحب کی اپنی پیشگوئیوں سے بھی استدلال کر کے حضور کا دعویٰ اور حضور کا منجانب اللہ ہونے کا ثبوت بالصراحت پیش کیا گیا۔

اس مباحثہ کا اثر سامعین پر بہت اچھا تھا۔ لیکن یہ امر قابل افسوس ہے۔ کہ اہل حدیث نے مقررہ شرائط کی پابندی سے حسب معمول گریز کر کے ہر ممکن کوشش کی کہ جلسہ کو درہم برہم کریں۔ ان کے لئے لازم تھا۔ کہ جس طرح ہماری طرف سے شور و غوغا نہ ہونے دیا جاتا تھا۔ اور ان کی سخت کلامی کے جواب سے بھی احتراز کیا جاتا تھا۔ وہ بھی شرائط کی خلاف ورزی نہ کرتے۔ لیکن جب ہماری آخری تقریر کا وقت آیا تو بجائے اس کے کہ جس طرح ہم ان کی دو آخری تقاریر کو خاموشی سے سنتے رہے تھے۔ اور سامعین کو پورے طور پر سننے کا موقعہ دیا تھا۔ وہ بھی ایسا ہی کرتے۔ اگر وہ ہمارے نیک نمونے سے سبق حاصل نہیں کرنا چاہتے تھے۔ تو کم از کم شرائط کی پابندی تو ان پر لازم تھی۔ لیکن ہماری آخری تقریر کے وقت انہوں نے اسی جہالت کا ثبوت دیا۔ جو پہلے دکھائی تھی۔ اور بجائے ہماری آخری تقریر کو سننے کے شور مچا دیا۔ اور تقریر کرنا بالکل ناممکن کر دیا۔ اگرچہ اس سے انہوں نے ہمارے وہ دلائل جو اختتام پر پیش ہونے تھے سامعین کو سننے سے محروم کر دیا۔ تاکہ ان کے خلاف پبلک پر اثر نہ ہو۔ لیکن اس کا اثر بھی ان کے خلاف ہوا۔ اور تمام سمجھدار حاضرین نے ان کے اس فعل کو ان کی کمزوری پر محمول کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اس مباحثہ نے ہماری جماعت میں اضافہ کیا۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ خاتم الانبیاء ؛

(خاکسار دلاور شاہ بخاری نائب مہتمم تبلیغ ضلع لاہور

(بقیہ مضمون صفحہ ۲)

تو جواب میں عرض کروں گا۔ کہ اس ہنگامہ کا تعلق صرف پنجاب اور پنجاب کی اردو دان پبلک سے ہے۔ یہاں ہم مسلمانوں کے تین روزانہ اردو اخبار مشہور ہیں۔ ان میں سے زمیندار ظفر الملت کا اخبار ہے۔ وہ ایسے مضمون کو ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔ صاحب انقلاب کشمیر کمیٹی کے سیکرٹری ہیں۔ اور وہ اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ رہا سیاست سو معلوم ہوا ہے۔ کہ ظفر الملت صاحب کے برادر مکرم چوہدری غلام حیدر صاحب مرزائی نے مالک سیاست سے کوئی معاہدہ کر کے ان سے وعدہ لے لیا ہے۔ کہ مالک زمیندار کے خلاف کچھ نہیں لکھیں گے۔ ان حالات میں سوائے ازیں چارہ نہیں۔ کہ بذریعہ اشتہار حق کو ظاہر کیا جائے۔ (دوسرا پوسٹر جلد شائع ہوگا)

المشتہر

(محمد بصیر اللہ خاں بصارت حنفی قادری سلام آبادی

حال وارد مسلم گنج۔ لاہور)

(مطبوعہ رئیس عام پریس لاہور بیرون موری دروازہ)

چار لاجواب کتابیں

ناپسند ہوں تو قیمت واپس

(۱) **ابطالوی کا انجام**:۔ اس کتاب میں مولوی محمد حسین بٹالوی متوفی کے حالات اوّل سے آخر تک لکھکر اس کی زبان سے حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کی تصدیق دکھائی گئی ہے۔ جو حضور نے محمد حسین مذکور کے متعلق کی تھی۔ اس کا مختصر سا بیان میں نے جلسہ سالانہ پر اپنے لیکچر میں سنایا تھا۔ یہ کتاب غیر احمدیوں میں کثرت سے تقسیم کرنی چاہیئے۔ سخت تقسیم کرنیوالوں کو ایک روپیہ کے پانچ نسخے ملیں گے۔ اور ایک نسخہ کی قیمت ۴ر محصول ڈاک بذمہ خریدار ؛

(۲) **تجلیات رحمانیہ**۔ مولوی ثناء اللہ امرت سری کے رسالہ ..... وغیرہ کا مکمل مفصل مدلل جواب جو قابل دید ہے۔ جس کا جواب ثناء اللہ سے نہ ہوا نہ ہو سکے گا۔ جس کو فخر سلسلہ مولوی اللہ دتا جالندھری مبلغ دمشق نے نہایت محنت سے تصنیف فرما کر ہوائی ڈاک میں دمشق سے بھیجا۔ ہر ایک احمدی مبلغ کو اس کا پڑھنا اور پاس رکھنا ضروری ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۶ر ؛

(۳) **مرقع ثنائی**:۔ مولوی ثناء اللہ امرت سری کے اس اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء کا چربہ جس میں اس نے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ آخری فیصلہ کرنے سے فرار اور انکار کیا۔ اس اخبار اہلحدیث کو وہ دس روپیہ پر بھی نہیں دیتا۔ اور ہر ایک سے چھپاتا ہے۔ اس کے ساتھ ثناء اللہ کا ایسا مرقع کھینچا گیا ہے۔ جو کہ قابل دید ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف ۴ر ؛

(۴) **چھوت کا بھوت**:۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے جو تحریک کی تھی۔ کہ ہندو مسلمانوں سے جن چیزوں کی چھوت کرتے ہیں مسلمانوں کو بھی ان سے اسی طرح چھوت کرنی چاہیئے اور مسلمان جہاں تک ہو سکے ہر ایک قسم کی اپنی دوکانیں کھولیں۔ اس تحریک کے متعلق یہ کتاب لکھی گئی۔ جو ہزارہا کی تعداد میں تین دفعہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ اس کو ہر ایک مسلمان تک پہنچانا چاہیئے۔ قیمت فی نسخہ ۲ر ایک روپیہ ؛

پتہ:۔ منیجر فاروق قادیان پنجاب

(اخبار فاروق قادیان سے شائع کیا)